قسط ۲

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

حضرت میاں سید اصغر حسین محدّث دیوبندیؒ

اور

درس ابوداؤد کی چند جھلکیاں

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وسوانح ناظرین کرام گذشتہ شمارے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان کے درس ابوداؤد کی جھلکیاں اس صحبت میں ملاحظہ فرمایئے

پہلے لکھ چکا ہوں کہ میں شوال ۱۳۵۴ھ میں دورۂ حدیث کے ایک طالب علم کی حیثیت سے دار العلوم میں داخل ہوا۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ سے میاں صاحب کا درس لکھنا شروع کیا۔ اس وقت ۲۸ صفحات ہو چکے تھے۔ ان صفحات کی احادیث پر جو کچھ میاں صاحب نے فرمایا وہ قلم بند نہیں کیا جا سکا۔ باقی درس کی تقاریر بھی مکمل نہیں کر سکا۔ ۶ شعبان ۱۳۵۵ھ کو ابوداؤد شریف ختم ہوئی۔ اس وقت تک یہ کام جاری رہا۔ درمیان میں کچھ عرصہ میاں صاحب نے نہیں پڑھایا۔ یاد نہیں کہ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے یا کسی سفر کی وجہ سے۔ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے میاں صاحب کی قائم مقامی میں پڑھایا۔ میں ان کی تقاریر نہ لکھ سکا۔ اس وقت میاں صاحب کے درس ابوداؤد کی چند جھلکیاں دکھانی مقصود ہیں۔ ان کی تقریر اول تو خود ہی مختصر ہوتی تھی پھر میں بھی اس میں کچھ اختصار کر دیتا تھا۔ اس مختصر در مختصر سے چند اقتباسات لیے گئے ہیں۔ اس سے مقصود ان کی طبیعت کے رنگ اور مخصوص طرزِ تقریر کا ظاہر کرنا ہے۔ علمی مضامین اور فقہی مباحث کو قصداً درج نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ایک محدود مقالے کے اندر اس کی گنجائش نہ تھی۔ بہت دنوں سے یہ داعیہ پیدا ہو رہا تھا کہ میاں صاحب پر کچھ لکھوں۔ اب معذوری کے عالم میں اس داعیہ کی تعمیل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو اور میرے اساتذہ حدیث و تفسیر اور معلمین فقہ و عقائد کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور مجھے ان کے نقش قدم پر چل کر اتباع شریعت و سنن کی پوری پوری توفیق بخشے۔ آمین

میاں صاحب نے ایک دفعہ درس ابوداؤد کے بعد احقر سے فرمایا تھا (یہ یاد نہ رہا کہ کس بات پر) یا کس

سوال پر فرمایا تھا) کہ "مسلم شریف کی شرح نووی جو مسلم شریف کے ساتھ لگی ہے اس کو ضرور پڑھنا چاہیے میرے یہاں ابو داؤد میں ناغہ ہو جائے۔"

حضرت کا یہ قول بھی برابر یاد آتا رہتا ہے۔

ابو داؤد کے باب فی السلام کی پہلی حدیث کی اسناد میں ابو اسحاق کے چھ شاگرد ہیں۔ جن میں سے دو سفیان اور اسرائیل ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں امام ابو داؤد نے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ اس حدیث کے الفاظ سفیان کے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا "حدیث اسرائیل لم یفسرہ"۔ لم یفسرہ کی ضمیر کے متعلق میاں صاحب نے تین صورتیں بیان کیں۔ ان میں سے دو صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ ضمیر، حدیث کی طرف راجع ہو رہی ہے یعنی حدیث اسرائیل نے نہیں تفسیر کیا حدیث سفیان کو۔

۲۔ ضمیر سلام کی طرف راجع ہے یعنی حدیث اسرائیل نے نہیں تفسیر کیا سلام کو۔

اس کے بعد میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے جو بذل المجہود لکھنی شروع کی تو دارالعلوم دیوبند کے مدرسین (یعنی اساتذہ حدیث) سے معلوم کیا کہ یہ ضمیر کس طرف پھرتی ہے۔ اپنی اپنی تحقیق بیان کریں۔

باب فی صلوٰۃ الرجل التطوع فی بیتہ | کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز نفل پڑھنا۔

اس باب کے تحت جو حدیث ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔ گھر میں نفل نماز پڑھنا افضل ہے۔ مسجد میں جائز ہے۔ آج کل مسجد میں نفل میں نماز پڑھنے کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے رسالے لکھے جاتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ گھر میں بال بچوں میں جا کر گھر جائے گا۔ یا اگر مکان مسجد سے دور ہے تو نفل پڑھنے سے پہلے ممکن ہے راستہ میں کام نکل آئے اگر گھر مسجد سے بالکل قریب ہے تو البتہ افضل یہ ہے کہ گھر میں نفل نماز پڑھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول نوافل گھر ہی میں پڑھنے کا تھا۔ لیکن آپ نے مغرب کے بعد مسجد میں بھی نفل پڑھے ہیں۔ اس سے مسجد میں نفلی نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

باب فضل الجمعہ کے ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے جس کو انہوں نے مرفوعاً بیان کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت جمعہ کے دن وقت جمعہ شروع ہوتے ہی باب مسجد میں آکر بیٹھ جاتی ہے پھر اول ساعت میں آنے والے اور دوسری ساعت میں آنے والے نمازیوں کے نام وہ جماعت لکھتی ہے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے بطور خوش طبعی فرمایا:

"اگر کوئی شخص حاضری (طلبہ) کو بدعت کہے گا تو ہم حاضری کا ثبوت دیں گے۔"

باب الجمعہ فی القری | میں عبدالرحمن بن کعب بن مالک کی روایت ہے۔ عبدالرحمن بن کعب بن مالکؓ

فرماتے ہیں۔ کہ میرے باپ کعب بن مالکؓ جب جمعہ کی اذان سنتے تھے تو وہ اسعد بن زرارہؓ کے لئے دعائے رحمت کرتے دریافت کرنے پر حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے دعائے رحمت اس۔ لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے ہزم النبیت میں (جو مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے حرۃ بنی بیاضہ کے اندر جو نقیع الخضمات میں واقع ہے ہم کو سب سے پہلے جمعہ پڑھایا تھا۔ الفاظ یہ ہیں:

لانہ اول من جمع فی ھزم النبیت من حرۃ بنی بیاضۃ فی نقیع الخضمات

اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب نے فرمایا:

ھزم النبیت عام ہے اس میں سے حرۃ بنی بیاضہ خاص ہوا اور اس خاص میں سے نقیع خاص ہوا جیسا کہ دیوبند کہا جائے اس کے بعد دارالعلوم پھر اس کے بعد تو درہ کہا جائے۔

باب الرجل ینعس والامام یخطب میں حدیث ذیل ہے۔

عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا نعس احدکم وھو فی المسجد فلیتحول عن مجلسہ ذالک الی غیرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ تم میں سے کسی شخص کو اونگھ آئے دراں حالیکہ وہ مسجد میں ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر دے۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔ نیند حرکت ظاہری یا حرکت باطنی سے زائل ہو جاتی ہے۔ حرکت ظاہری اٹھنا، چلنا، پھرنا منہ پر پانی ڈالنا وغیرہ ہے اور تبدیل مقام بھی نیند کے دور کرنے کے لئے تجربہ کا علاج ہے حرکت باطنی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص حافظ امام کی اقتدا میں تراویح پڑھ رہا ہے جس وقت اس مقتدی کو نیند آئی سامع نے حافظ کو بتایا (وہ سونے والا) مقتدی فوراً جاگ پڑے گا اور نیند دور ہو جائے گی۔

باب الصلوٰۃ بعد الجمعۃ کے تحت جو عبداللہ ابن عمرؓ کی حدیث ہے جس سے عبداللہ ابن عمرؓ کا بعد جمعہ دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھنا معلوم ہوتا ہے اس کی تشریح میں میاں صاحب نے فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جب مکہ معظمہ میں ہوتے تھے تو جمعہ کی دو رکعتیں کچھ دور چل کر پڑھتے تھے۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ تو گویا بعد الجمعہ ۶ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور یہ نمازیں مسجد حرام میں ہوتی تھیں اور جب مدینہ منورہ میں مقیم ہوتے تھے تو بعد الجمعہ گھر تشریف لے جا کر دو رکعتیں پڑھتے تھے (چار بھی اس کے بعد گھر ہی میں پڑھتے ہوں گے)

امام ابوحنیفہ بعد صلوٰۃ الجمعہ چار رکعات پڑھنے کو فرماتے ہیں۔ اور صاحبین چھ رکعتیں۔ اور دونوں کا مذہب احادیث سے ہی مستنبط ہے۔ اب چھ کی ترتیب میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ یا تو پہلے چار پڑھے اور ۲ بعد کو

پڑھے۔ اور حنفیہ کے نزدیک یہی صورت ہے لیکن اگر دو پہلے اور چار بعد کو پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے۔ مولانا ذو الفقار علی صاحب دیوبندی والد حضرت شیخ الہند پہلے دو بعد کو چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

باب ترک الاذان فی العید | کے ماتحت جو حدیث ابن عباس کی ہے اس میں ایک جملہ ہے۔

فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند دار کثیر بن الصلت فصلی ثم خطب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کثیر بن الصلت کے مکان کے قریب، پھر نماز پڑھی، اس کے بعد خطبہ دیا۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا:

عند دار کثیر بن الصلت سے مراد یہ ہے کہ اب جس جگہ دار کثیر بن الصلت ہے اس کے قریب آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے۔ دار کثیر بن الصلت کے لفظ سے پتہ بتانا مقصود ہے جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ اب جس جگہ دار الحدیث ہے وہاں ہم تیرا کرتے تھے (اس جگہ پہلے تالاب تھا)

باب صلوٰۃ الخوف | شروع ہوا تو میاں صاحب نے فرمایا:

جمہور کا مذہب ہے کہ صلوٰۃ الخوف اب بھی باقی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن ابن سمرہؓ نے کابل میں ۹۴ ہجری میں بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے۔ اور ابوداؤد نے تقریباً ۱۵ صورتیں صلوات الخوف کی نقل کی ہیں۔ اتنی صورتیں کسی کتاب میں نہیں ہیں۔

باب صلوٰۃ التسبیح | حضرت میاں صاحبؒ نے اس باب کی حدیث کا خلاصہ مطلب اس طرح بیان فرمایا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ترکیب صلوٰۃ التسبیح بیان فرما کر فرمایا اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لینا۔ یہ نہیں تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ، نہیں تو ایک سال میں ایک مرتبہ۔ ورنہ تمام عمر میں ایک دفعہ پڑھ لینا۔ میاں صاحب نے اس کے بعد فرمایا کہ مولوی کو وعظ میں اس نماز کی فضیلت اور ترکیب بتانے کا تو ثواب مل ہی جاتا ہے اگرچہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ مگر مولوی کو ایک مرتبہ تمام عمر میں ضرور یہ نماز پڑھ لینی چاہئے۔

باب ما یکرہ من ذکر الرجل ما یکون من اصابتہ اھلہ | فقال ھل تدرون ما مثل ذالک ..... الخ

میاں صاحب نے اس حدیث کا مطلب بیان کر کے فرمایا صحاح ستہ میں ایسی اڑتالیس (۴۸) کے قریب مثالیں ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

ینطلق احدکم فیرکب الحموقۃ ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس

یعنی تم میں سے ایک شخص حماقت کرتا ہے پھر میرے پاس آ کر یا ابن عباسؓ یا ابن عباسؓ پکارتا ہے یعنی تین

طلاقیں دے کر پھر دریافت کرتا ہے۔

میاں صاحب نے فرمایا:

"لوگ کہتے ہیں مولوی بڑے بدخلق ہوتے ہیں۔ ایسے موقع پر ڈانٹنا ہی پڑتا ہے۔ دیکھو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی غصہ کا اظہار کیا۔

باب فی القافۃ | عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً مسروراً فقال عائشۃ الم تری ان مجزز المدلجی رای زیداً واسامۃ قد غطیا رؤوسھما بقطیفۃ وبدت اقدامھما فقال ان ھذہ الاقدام بعضھا من بعض۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس تشریف لائے درآں حالیکہ خوش تھے۔ اور فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجزز المدلجی (قیافہ شناس) نے زید اور اسامہ کو اس حال میں دیکھا کہ دونوں کے سر چادر سے ڈھکے ہوئے تھے اور پاؤں کھلے ہوتے تھے (اور) کہا کہ یہ قدم بعض بعض سے ہیں (یعنی یہ قدم باپ بیٹے کے ہیں)

اس کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔

"اس سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر لنبان کے اقوال پیش کرنا اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے واسطے مفید ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کسی جگہ کے طالب علم اگر چادر اوڑھ کر لیٹ جائیں تو اتنا تو ہم بھی قیافے سے بتادیں گے کہ یہ اہلِ بنگال کے پاؤں ہیں۔

باب فی صوم الدھر تطوعاً | عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تصوم فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قولہ

حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ دریافت کرنا تھا کہ نفلی روزوں کے بارے میں حضورؐ کا معمول کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال سے ناراض ہوئے۔

میاں صاحب نے فرمایا: ناراضی اور غصہ کی وجہ اس کے سوال کا طرز وطریقہ تھا۔ اس شخص کو سوال اپنے روزہ کے بارے میں کرنا چاہیئے تھا کہ میں کس طرح روزے رکھوں؟ نہ یہ کہ آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بعض خصائص کے مالک تھے۔ آپ کے اندر جو روحانی طاقت تھی وہ امت کے اندر کب ہے؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت عبادت کی پیروی امت سے ہونی مشکل ہے۔

باب فی فضل القفل فی الغزو | عن عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قفلة کغزوة ۔

عبداللہ ابن عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ (کسی خاص مصلحت دینیہ کے پیش نظر) غزوہ سے لوٹنا غزوہ کے مانند ہے ۔

میاں صاحب نے فرمایا یہ صحاح ستہ میں سب سے چھوٹی حدیث ہے ۔

باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم کے تحت یہ حدیث ہے ۔

جاءت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال لھا ام خلاد وھی متنقبۃ الخ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی جس کا نام ام خلا تھا در آں حالیکہ وہ نقاب پوش تھی ۔

میاں صاحب نے فرمایا اس حدیث سے پردہ کا ثبوت بہم پہنچتا ہے ۔ ابوداؤد میں پندرہ روائتیں پردہ کی ثابت کرنے والی ہیں ۔

باب فی الرمی یقول (عقبۃ بن عامر الجہنیؓ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ الا ان القوۃ الرمی ۔ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی !

حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا دراں حالیکہ آپ ممبر پر تشریف فرما تھے ۔ کہ آپ نے آیت اعدوا لھم ما استطعتم پڑھی پھر فرمایا ۔ اچھی طرح جان لو قوت تیر اندازی ہے اسے تین مرتبہ فرمایا ۔

میاں صاحب نے حدیث بالا کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :-

اس سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی بھی قوت میں سے ہے لیکن حصر نہیں ہے کہ تیر اندازی ہی قوت ہے فی زمانہ میں ہوائی جہاز ، موٹریں (راکٹ ٹینک وغیرہ) آلات و اسلحہ جدیدہ بھی قوت میں سے ہوں گے ۔

باب فی ما یستحب من الوان الخیل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بکل کمیت ، اغر محجل او اشقر اغر محجل او ادھم اغر محجل ؟

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا کہ "ادھم اغر محجل" سیاہ رنگ کا گھوڑا جو سفید پیشانی والا ہو اور اس کے پاؤں بھی سفید ہوں یہ آخری درجہ کا گھوڑا ہے ۔ جیسے کہ چالیس نمبر امتحان میں آجاتے ہیں (تو تیسرے نمبر پر پاس ہو جاتا ہے) کمیت یعنی سرخی مائل بہ سپیدی گھوڑا جو اغر اور محجل بھی ہو ۔ نیز اشقر یعنی سرخ گھوڑا جو اغر محجل ہو ، اول و دوم نمبر کے گھوڑے ہیں ۔ میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے گھوڑوں کی اچھائی از روئے تجربہ بیان فرمائی نہ کہ ان کے سعد و نحس کے اعتبار سے ۔

سید اصغر حسین

الحق

باب ما یومر بہ عن القیام علی الدواب والبہائم | مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعیر قد لحق ظہرہ ببطنہ قال اتقوا اللہ فی ہذہ البہائم المعجمۃ ... الخ

راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گذرے وہ اتنا دبلا تھا کہ اس کی پیٹھ پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

اس سے آگے بھی دو روایتیں ہیں ان سے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت علی البہائم ظاہر ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک اونٹ کا واقعہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے جو ایک انصاری کا تھا وہاں ایک اونٹ دیکھا۔ جب اس (اونٹ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رویا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پس حضورؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کنپٹی پر دست مبارک پھیرا۔ پس وہ خاموش ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ کس کا اونٹ ہے؟ ایک انصاری جوان نے کہا یا رسول اللہ یہ اونٹ میرا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ سے اس چوپائے کے بارے میں نہیں ڈرتے ہو؟ جس کا اللہ نے تم کو مالک بنایا ہے۔"

میاں صاحب نے فرمایا:

یہ اونٹ ہم سے تو اچھا تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنپٹی پہ اپنا مبارک ہاتھ پھیرا۔

باب فی التحریش بین البہائم | نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش بین البہائم

میاں صاحب نے فرمایا کہ اس حدیث سے جملہ طیور و بہائم کی لڑائی کرانے کی نہی ثابت ہوتی ہے۔

پھر فرمایا مینڈھے بھی تو لڑائے جاتے ہیں تم کو کہاں معلوم ہوگا؟ مطالعہ میں، تعلیم میں مصروف رہتے ہو۔

پھر فرمایا کہ خدا کا شکر ہے تمہیں ایسی باتیں معلوم نہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ کے متعلق فرمایا ہم جیسوں کے لئے بڑی مفید شرح ہے۔ اس میں حدیث سے مسائل بھی نکالے جاتے ہیں۔ کشتی کے متعلق لکھا ہے اگر ستر عورت کا خیال رکھ کر لڑی جائے تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

باب فی کراھۃ تمنی لقاء العدو | حدیث باب میں آں حضرتؐ کا قول درج ہے۔

یا ایہا الناس لا تتمنوا لقاء العدو وسلوا اللہ العافیۃ الخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو تم دشمن سے مڈبھیڑ کرنے کی تمنا نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو

میاں صاحب نے فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ خواہ مخواہ مصائب کی دعائیں مانگنا کہ مجھے بخار آجائے یا میرا دشمن سے مقابلہ ہو جائے، اچھا نہیں اگر دشمن وغیرہ سامنے آجائیں تو صبر و ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے۔ آخر میں میاں صاحب نے فرمایا

دیکھو کتنی اچھی تعلیم ہے۔ چونکہ ایسی تمنا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمنا کرنے والے کو اپنے اوپر اعتماد ہے اور شریعت یہ نہیں چاہتی کہ انسان اپنی طاقت پر اعتماد کرے۔ خداوند کریم پر ہی اعتماد کرنا چاہئیے۔

ابوداؤد صہ ۳۵۴ کی حدیث اسامہ حنفی و ودّت انی لم اسلم یومئذ کے بارے میں میاں صاحب نے فرمایا یہ اسامہ بن زید کا قول ہے اس میں تمنا کفر نہیں ہے۔ کیونکہ تمنائے کفر بھی کفر ہے۔ بلکہ حضرت بن زید پر ایک حال طاری ہوا اور یہ بات خیال میں آئی کہ اسلام ماقبل کی برائیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں آج اسلام لاتا اور ماقبل کے تمام گناہ نہ رہتے۔

ابوداؤد صہ ۳۵۵ فلما خرج قمنا الیہ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ہم کھڑے ہو گئے۔

میاں صاحب نے فرمایا

محفل میلاد میں قیام کرنے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے۔ یہ ان کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھتے تھے یا بغیر دیکھے؟ ظاہر ہے دیکھ کر اٹھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مجوزین قیام کا یہ دلیل پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ہاں اگر آج بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھ لیا جائے تو کھڑا ہونا سر آنکھوں پر، تو ایسی حالت میں کون منع کرتا ہے؟

باب فی التفریق بین السبی | قتل بالجماجم۔ ابوداؤد میمون کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ جنگ جماجم میں شہید ہوئے (جماجم کوفہ کے پاس ایک موضع ہے۔

ایک طالب علم نے جو طالقانی تھے دریافت کیا کہ " بالجماجم " کے کیا معنی ہیں؟ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ بالجماجم کے معنی بتاؤں یا جماجم کے؟ مطبع نولکشور میں ایک شخص بیضاوی لینے گیا مطبع والوں نے ملازم سے کتاب لانے کے لئے کہا کہ بیضاوی لاؤ۔ اس نے ناواقفیت کی بنا پر کہا۔ " بالبیضاوی لاؤں یا بیضاوی۔ یہ اس لئے پوچھا کہ المسمی بالبیضاوی لکھا ہوا ہوتا ہے۔

باب فی السریہ تردعلی اھل العسکر | اس باب کی روایت کا ترجمہ کرا کے میاں صاحب نے فرمایا کہ اسے اچھی طرح یاد کر لینا ورنہ آپ کا شاگرد پڑھاتے وقت پریشان کرے گا۔

کتاب الجہاد کے بعد کتاب الضحایا شروع کرنے پر میاں صاحب نے فرمایا جہاد و ضحایا میں مناسبت یہ ہے کہ جہاد میں انسان اپنے آپ کو ذبح کرتا ہے اور ضحایا میں اس سے کم درجہ کی قربانی یعنی جانور کی قربانی کرتا ہے۔

باب فی التجسس | عن معاویۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انک ان اتبعت عورات الناس افسدتھم اوکدت ان تفسدھم الخ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کے عیوب کا تجسس کرو گے تو ان کو برباد کر دو گے (ہرگز ایسا نہ کرنا)

میاں صاحب نے فرمایا حضرت امیر معاویہؓ کو حکومت عطا ہوئی۔ تو یہ حدیث ان کے کام آگئی۔ وہ لوگوں کے پیچھے تلاش عیوب میں نہیں پھرا کرتے تھے۔

باب فی النھی عن سب الموتی | عن عائشۃؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات صاحبکم الخ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی ساتھی انتقال کر جائے تو تم اس کے لئے دعائے خیر کرو اس کی غیبت اور برائی نہ کرو۔

میاں صاحب نے فرمایا۔ اب تو بے چارہ مرگیا۔ ہاں اگر کوئی شخص ایسا تھا جس نے بدعتیں پھیلائی تھیں اس کا اعلان کرنا جائز ہے۔

باب فی الرجل ویقول لابن غیرہ یا بُنیّ | کسی دوسرے کے لڑکے کو یا بنیّ (اے میرے بیٹے کہنا)

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا بنیّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان سے فرمایا۔ اے میرے پیارے بیٹے۔

میاں صاحب نے فرمایا۔ یہاں تو ایک نمونہ دکھایا ہے۔ بخاری شریف میں (بڑے کو) چچا وغیرہ (مجازی طور پر) کہنا ثابت کیا گیا ہے۔

باب فی الرجل یقول فی خطبتہ۔ اما بعد | خطبہ میں کسی شخص کا اما بعد کہنا۔

عن زید ابن ارقمؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبھم فقال اما بعد:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اما بعد فرمایا۔

میاں صاحب نے فرمایا یہاں تو خطبہ میں اما بعد کہنے کا ایک نمونہ ہے بخاری میں گیارہ نمونے ہیں۔

باب فی صلوٰۃ العتمۃ | عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینسب احدًا الا الی الدین۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی نسبت سوائے دین کے کسی اور چیز کی طرف کی ہو۔

میاں صاحب نے فرمایا۔" یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی صاحب چوہدری بھی ہیں اور مولوی بھی ہیں تو ان کو دین کی نسبت سے مولوی صاحب کہنا چاہیئے اسی طرح سے اگر کوئی دنیاوی عہدہ رکھتا ہے اور حافظ بھی ہے تو اسے حافظ صاحب کہنا چاہیئے۔

باب فی الرویاء | قولہ صلی اللہ علیہ وسلم رویا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءًا من نبوۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

حدیث کی تشریح کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا:-

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ رویا رصالحہ والا نبی ہو جائے گا۔ بلکہ رویائے صالحہ کمالات نبوت میں سے ہے اس کی مثال میاں صاحب نے یہ فرمائی۔ کہ ایک شخص کسی فضول کام میں مشغول نہیں ہوتا تو اس کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کے اندر طالب علم کی سی ایک خصلت ہے۔ کیونکہ طالب علم کی خوبی یہی ہے۔ کہ سوائے تعلیم کے کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ اب اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص طالب علم ہو گیا۔ دراں حالیکہ وہ شخص ایک عام آدمی ہے۔ طالب علم نہیں ہے۔

باب فی القیام عن ابی سعید خدریؓ ان اھل قریظۃ لما نزلوا علی حکم سعد ارسل الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء علی حمار اقمر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم الخ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ جب حضرت سعد بن معاذ کو حکم بنانے پر راضی ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا وہ حمار ابیض پر بیٹھ کر آئے (چونکہ وہ بیمار تھے اس لئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو بسہولت سواری سے اتار لو)

میاں صاحب نے فرمایا:

اول تو ہم ایسے قیام کے منکر نہیں اگر بڑا آدمی آجائے تو کھڑے ہو سکتے ہیں مگر یہاں تو قیام تعظیمی کا امر نہیں بلکہ آپ کا منشا یہ تھا کہ اپنے سید کو (سواری سے) اتارنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

حدیث میں قوموا الی سیدکم ہے "قوموا السیدکم" نہیں ہے۔

---

۵ شعبان المعظم کو ۶ ۷ پر پہنچ کر میاں صاحب نے مولوی ظہور احمد اعظم گڑھی سے فرمایا کہ آگے مولوی عبد الاحد پڑھیں گے۔ چنانچہ مولانا عبد الاحد ابن مولانا عبد السمیع صاحب دیوبندی نے آگے قرأت پڑھی۔ ۶ شعبان کو جمعہ کے دن صفحہ ۷۰ سے آخر کتاب تک (۷۱۵ ھ) ابو داؤد کا درس ہوا۔ آخر کے تین باب کی میاں صاحب نے بنفس نفیس قرأت فرمائی اور بروز جمعہ ۹ بجے سنن ابو داؤد ختم ہوئی اور میاں صاحب نے دعا فرمائی +

مضامین صاف خوشخط اور سیاہی سے کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمائیے